ابوسلیمان السجستانی المنطقی

ابوبکر شبلی[1]

ابوسلیمان محمد بن طاہر بن بہرام السجستانی المنطقی کا شمار مشہور مسلم فلاسفہ اور حکماء میں ہوتا ہے۔ معقولات میں آپ کو سند کی حیثیت حاصل ہے۔ آپ کی مایۂ ناز تصنیف "صوان الحکمت" علمی اور تحقیقی حلقوں میں کافی مشہور ہے۔ متعدد علماء اور حکماء نے اپنی اپنی تصنیفات میں آپ کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ بعض علماء اور مورخین کی آراء کا ذکر یہاں بے محل نہ ہوگا۔

ابن ندیم[2] اپنی کتاب "الفہرست" میں لکھتے ہیں:۔

ابوسلیمان السجستانی وھو ابوسلیمان محمد بن طاھر بن بھرام السجستانی۔ مولدہ سنۃ . . . . . ولہ من الکتب فی مراتب قوی الانسان[3]

ابوسلیمان السجستانی کا نام محمد بن طاہر بن بہرام السجستانی ہے۔ ان کی ولادت . . . . . میں ہوئی ان کی کئی مصنفات ہیں۔ ان میں سے مقالہ فی مراتب قوی الانسان بھی ہے۔

ابوالحسن البیہقی المتوفی (۵۶۵ھ) کا بیان ہے:۔

---

[1] ابوبکر شبلی بی اے، مولوی فاضل (پنجاب) استاذ عربی تعمیرِ نو قومی درس گاہ کوئٹہ۔

[2] ابوالفرج یا ابوالفتح محمد بن یعقوب اسحٰق المشہور بابن ندیم۔ صاحب کتاب "الفہرست"۔

[3] "الفہرست" المقالۃ السابعۃ، تحت عنوان "اخبار الفلاسفۃ والعلوم القدیمۃ۔

الحکیم ابو سلیمان محمد بن طاھر بن بھرام السجستانی مصنف "صوان الحکمۃ" کان حکیما، لہٗ تصانیف اکثرھا فی المعقولات۔ منھا رسالۃ "فی اقتصاص طرق الفضائل" [1]	حکیم ابو سلیمان محمد بن طاہر بن بہرام السجستانی مصنف "صوان الحکمت" ایک حکیم تھا۔ آپ کی اکثر تصانیف معقولات میں ہیں۔ ان میں سے ایک رسالہ "فی اقتصاص طرق الفضائل" بھی ہے۔

ابو سلیمان کا مولد "سیستان" ہے، جو آج کل "سجستان" کے نام سے مشہور ہے۔ اسی نسبت سے آپ کو ابو سلیمان السجستانی کہا جاتا ہے۔ باوجود تحقیق کے آپ کی تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی۔ قرائن اور شواھد بتاتے ہیں کہ آپ چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ الفارابی اور ابن سینا کے درمیانی عرصہ میں زندگی گزاری۔ اسی لیے آپ کو علمی لحاظ سے الفارابی کا خلف اور ابن سینا کا سلف سمجھا جاتا ہے۔ تاریخ ولادت کی طرح آپ کی تاریخ وفات بھی پردۂ خفا میں ہے۔

قاضی اکرم علی بن یوسف القفطی المتوفی (۶۴۶ھ) لکھتے ہیں:-

"ابو سلیمان محمد بن طاہر بن بہرام السجستانی۔ سجستان میں پیدا ہوئے اور بعد میں بغداد میں آکر مستقل سکونت اختیار کی۔ متی بن یونس نیز دیگر علماء منطق سے استفادہ کیا۔ آپ بہت بڑے عالم اور فیلسوف تھے۔ آپ کا گھر علماء اور حکماء کا مرجع خاص تھا۔ آپ یک چشم تھے۔ اس لیے زیادہ تر گوشہ نشین رہتے تھے۔ آپ کے تلامذہ میں سے ابو حیان التوحیدی سب سے زیادہ ممتاز ہیں۔ ابو سلیمان کی ہجو میں البدیہی نے حسب ذیل اشعار کہے ہیں:-

ابو سلیمان عالم فطن	ما ھو فی علمہ بمنتقص
لکن تطیرت عند رؤیتہ	من عور موحش ومن برص
وبابنہ مثل ما بوالدہ	وھذہ قصۃ من القصص [2]

---

[1] تتمہ صوان الحکمۃ (ص ۴۴ . . . ۴۵)

[2] تاریخ الحکماء (ص ۲۸۲ - ۲۸۳)

ترجمہ: ابوسلیمان ذی فہم عالم ہیں۔ ان کے علم میں کوئی نقص نہیں۔
لیکن اس کی بدشکل سے میں نے برا فال لیا۔ یک چشم اور برص والے ہونے کی وجہ سے
لوگ ان سے وحشت زدہ ہوتے ہیں۔
بیٹے کا حال وہی ہے جو باپ کا ہے۔ یہ اور قصوں کی طرح ایک قصہ ہے۔

افغانستان سے شائع شدہ دائرۃ المعارف میں ابوسلیمان کے حالات یوں درج ہیں:-

ابوسلیمان منطقی بن طاھر بن بھرام سجستانی نزیل بغداد ادوی شاگرد متی بن یونس و امثال او بود۔ سپس خودش بہ تدریس علوم فرا گرفتہ خود پرداخت۔ محمد عبدون جبلی و ابوحیان توحیدی شاگردان اویند [1]

ابوسلیمان منطقی بن طاہر بن بہرام سجستانی مقیم بغداد متی بن یونس اور ان کے پائے کے دوسرے علماء کا شاگرد تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو تدریس علوم میں مشغول رکھا۔ محمد بن عبدون جبلی اور ابوحیان توحیدی ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔

ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا لکھتے ہیں:-

"متی بن یونس اور یحییٰ بن عدی کے مشہور شاگرد ابوسلیمان محمد بن طاہر بن بہرام سجستانی منطقی ایک مشہور حکیم اور فیلسوف تھے۔ چوتھی صدی ہجری میں زندگی گزاری۔ اپنے عہد کے ممتاز علماء اور حکماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ اپنے ہم عصر علماء کے علاوہ عضد الدولہ اور صمصام الدولہ نیز دیگر امراء اور وزراء سے ان کے بہترین تعلقات تھے۔ ان کی تاریخِ ولادت و وفات متعین نہیں ہو سکی۔ شہرستانی نے ان کو ابوزید بلخی، ابوعلی مسکویہ، یحییٰ بن عدی، فارابی اور ابن سینا کا ہمسر قرار دیا ہے [2]

"حکمت، فلسفہ، منطق اور دیگر علوم و فنون میں ابوسلیمان کا علمی پایہ بہت بلند تھا۔ آپ اپنے زمانے

---

[1] دائرۃ المعارف افغانستان (ص ۹۰۸) طبع مطبع عمومی کابل

[2] تاریخ علوم عقلی در تمدن اسلامی (ص ۱۹۲)

ہیں اس فن کے امام شمار ہوتے تھے۔ اختلافی مسائل میں آپ کی رائے فیصلہ کن ہوتی تھی۔ اس فن میں آپ کی تصنیفات میں سے دو کتابیں "مقالہ فی مراتب قوی الانسان" اور "کیفیۃ الانذارات التی تنذر بہا النفس" لاجواب ہیں۔ ان دونوں کتابوں میں آپ نے کئی اہم منطقی مسائل پر بحث کی ہے۔ آپ کے منطقی افکار وخیالات کو آپ کے شاگرد ابوحیان التوحیدی[لہ] نے اپنی تصانیف میں جمع کیا ہے۔ ابوحیان التوحیدی کی کتاب "المقابسات" ابوسلیمان السجستانی کے اقوال اور افکار کا بہترین مجموعہ ہے۔ المقابسات کے علاوہ ابوحیان نے "الامتناع والمؤانسہ" اور "الصدیق والصداقہ" میں بھی اپنے استاذ کے آراء وافکار کو جابجا نقل کیا ہے۔ ابوحیان کی مؤلفات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوسلیمان معقولات کے علاوہ ریاضی، نجوم اور شعر وشاعری میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔[لہ]

ابوسلیمان السجستانی کے خیال میں مذہب کو عقل کے ذریعے سمجھنا صحیح نہیں۔ ان کی رائے ہے کہ مذہب کی بنیاد وحی پر ہے اور وحی عقل سے بالاتر ہے۔ اس لیے عقل وحی کی کسوٹی پر نہیں اتر سکتی۔ بلکہ عقل کو وحی کے تابع کرنا ضروری ہے۔ اس پر ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا لکھتے ہیں:۔

"ابوسلیمان برخلاف اپنے عہد کے فلاسفہ کے، خصوصاً "اخوان الصفا" کے دین اور فلسفہ کی آمیزش کے قائل نہیں تھے۔ جب ان کو "اخوان الصفا" کے رسائل دکھائے گئے تو انہوں نے کہا "ان لوگوں نے فلسفہ یعنی علم نجوم، افلاک، آثار الطبیعہ، موسیقی اور منطق کو شریعت میں ملانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن شریعت میں ان علوم کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔" اخوان الصفا سے قبل بھی ایک گروہ نے

لہ علی بن محمد بن عباس توحیدی مشہور فقیہہ اور فیلسوف تھے۔ بعض لوگ ان کو نیشاپوری اور بعض شیرازی کہتے ہیں۔ بغداد میں مقیم رہے۔ اور وہاں ہی وفات پائی۔ آپ کی بھی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات متعین نہیں ہو سکی آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ۱۸ ہے۔

لہ الدراسات الادبیہ ۔ مجلۃ قسم اللغۃ الفارسیۃ جامعۃ لبنان ۔ عدد ثالث سال دوم ۔ مبحث عنوان "ابوسلیمان السجستانی"

ایسی کوشش کی تھی۔ لیکن اپنے مقصد میں بری طرح ناکام رہے تھے۔ شریعتِ خدا کا ایک پیغام ہے جو اس کے رسول کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس میں عقل کے گھوڑے دوڑانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس کو تو اسی صورت میں ہمیں قبول کرنا ہے جس صورت میں ہم تک پہنچا ہے۔ اس میں چون وچرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر شریعت میں عقل کی کوئی گنجائش ہوتی تو خدائے قدوس اس کی پوری پوری ہدایت کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اصولِ شریعت کو عقل سے نہ جانچنے کی پوری ہدایت کی ہے۔

مثلاً؛ جب کسی فقہی مسئلہ میں دو یا دو سے زیادہ گروہوں میں اختلاف رونما ہو تو شریعت نے یہ ہدایت نہیں کی کہ اس مسئلہ کو نجوم، منطق یا کسی اور عقلی علم کی طرف رجوع کیا جائے۔ خداوند تعالیٰ نے دین اسلام کو کامل اور مکمل کردیا ہے۔ وحی کے بعد دین میں کسی رائے کو دخل نہیں۔ دین فلسفہ سے بالاتر ہے۔ اور فلسفہ مخلوق عقل کی تخلیق ہے۔ اور یہ عقل خود خدا کی عطا کردہ ہے۔ اگر دین کی کسوٹی عقل کو قرار دیا جائے تو وحی کی ضرورت ہرگز نہیں رہتی[1]

اس اقتباس سے یہ واضح ہوا کہ ابوسلیمان السجستانی کو اخوان الصفا کے گروہ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں۔ بلکہ ان کو "اخوان الصفا" کی آراء سے اختلاف تھا۔

المعصومی[2] نے اپنے ایک مقالہ "اخوان الصفا" میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ابوسلیمان السجستانی کا اخوان الصفا سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

"پانچواں یہ کہ مسٹر اسٹرن نے اپنے مقالہ "رسائل اخوان الصفا کی تصنیف" (شائع شدہ اسلامک کلچر ۱۹۴۶ء) میں رسائل سے بحث کرتے ہوئے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ان رسائل کے مصنفین ابوسلیمان المنطقی اور ابوحیان التوحیدی کے استاد تھے۔ اور خود ابوحیان التوحیدی کے معاصرین تھے ـــــ

---

[1] تاریخ علوم عقلیہ در تمدن اسلامی۔ طبع دوم۔ مطبع دانش گاہ طہران (ص ۱۹۲ تا ۱۹۸)

[2] ڈاکٹر محمد صغیر حسن المعصومی سابق ڈائرکٹر اکیڈیمی علوم اسلامیہ کوئٹہ، حال پروفیسر مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کراچی (پاکستان)

حسب بیان مسٹر اسٹرن ابوسلیمان المنطقی نے اپنی کتاب "صوان الحکمت" میں جو شہرستانی کی کتاب الملل والنحل کا اہم ماخذ ہے۔ اور جس میں فلسفہ کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ یقینی طور پر رسائل کی تصنیف کی نسبت ابوسلیمان المقدسی کی طرف کی ہے۔ بحالیکہ ان کے شاگرد ابوحیان التوحیدی نے اپنی کتاب "الامتناع والمؤانسة" میں ابوالحسن زنجانی کا جو "اخوان الصفا" کے بانیوں میں سے تھا، قصہ بیان کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ زنجانی نے مجھ سے بیان کیا (حَدَّثنی) لفظ حَدَّثنی اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ توحیدی زنجانی کے بھی شاگرد تھے۔ مسٹر اسٹرن کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ ابوحیان کا زنجانی کا قصہ نقل کرنا بالفاظہا رسائل میں موجود ہے۔ لہٰذا آخرالذکر بھی رسائل کے مصنفین میں شامل ہیں۔ یا کم ازکم رسائل کا وہ حصہ جو علم الاخلاق سے تعلق رکھتا ہے، جس کا یہ قصہ ایک جزو ہے۔ یہ ضرور زنجانی کی تصنیف ہے۔ "رسائل اخوان الصفا" کے متعلق ان دو آراء کی تطبیق مسٹر اسٹرن اس طرح کرتے ہیں کہ "المنطقی" کا دوسرے مصنفین کے ہوتے ہوئے خصوصی طور پر "المقدسی" کا نام لینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ شخصی طور پر المقدسی سے واقف تھے۔ یہ واقعہ ہے کہ توحیدی کم ازکم رسائل کے مصنفین میں سے ایک سے ملے۔ نیز وہ رسائل کی عبارتوں سے خود واقف تھے[1] (انگریزی سے ترجمہ)

ابوسلیمان المنطقی نے علوم میں کئی انکشافات کیے۔ دائرۃ المعارف افغانستان کا بیان ہے:۔

وابوسلیمان سنجزی نزدیک ہشت قرن پیش از نیوتن قانون جاذبۂ خورشید را کشف واعلام کرد۔ حیث قال: منزلة الکواکب من الشمس منزلة الحدید من حجر المغناطیس[2]

اور ابوسلیمان سنجزی (سجستانی) تقریباً نیوٹن سے آٹھ سو سال پہلے قانون کشش شمسی کا انکشاف کیا تھا۔ اس نے دعوی کیا ہے کہ ستاروں کو آفتاب سے وہی نسبت ہے جو لوہے کو مقناطیس سے۔

---

[1] "اسلامک لٹریچر" مارچ ۱۹۵۰ء

[2] دائرۃ المعارف۔ افغانستان ص ۹۸۸ ؎

ابوسلیمان کو علم نجوم میں بھی بہت مہارت تھی۔ ابوحیان نے اپنی کتاب "المقابسات" میں لکھا ہے کہ ابوسلیمان المنطقی نے اسے اپنا یہ واقعہ سنایا:۔

ہمارے سجستان کے پڑوس میں ابن نباتہ پیدا ہوا۔ مجھے اس کا زائچہ نکالنے کے لیے بلایا گیا میں نے زائچہ نکال کر بتایا کہ یہ شخص جھوٹا بنے گا۔ چنانچہ یہ لڑکا جوان ہو کر شاعر ہوا

ابن ابی اصیبعہ المتوفی (۶۶۸ھ) نے اپنی کتاب طبقات میں لکھا ہے کہ ابوسلیمان السجستانی المنطقی حکیم اور فیلسوف ہونے کے علاوہ اچھے شاعر بھی تھے۔ حسب ذیل اشعار کو انہوں نے ابوسلیمان کی طرف منسوب کیا ہے۔ [1]

لا تحسدن علیٰ تظاهر نعمة　　شخصا تبیت له المنون بمرصد

أو لیس بعد بلوغه آماله　　یفضی الیٰ عدم کان لم یوجد

لوکنت أحسد ماتجاوز خاطری　　حسد النجوم علیٰ بقاء سرمد

ترجمہ: کسی کے ظاہری عیش و عشرت پر حسد نہ کرو۔ کیونکہ موت ہر وقت اس کی گھات میں بیٹھی ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ وہ اپنی تمناؤں تک پہنچنے کے بعد اس طرح نیستی تک پہنچایا جاتا ہے جیسا کہ وہ کبھی تھا ہی نہیں۔

اگر میں اپنی دل میں ہر آنے والی چیز پر حسد کرتا تو ستارے بھی دائمی بقا پر حسد کرتے۔

الجوع یدفع بالرغیف الیابس　　فعلام اکثر حسرتی و وساوسی

والموت انصف حین ساوی حکمه　　بین الخلیفة والفقیر البائس

ترجمہ: ایک سوکھی روٹی سے بھوک دور ہو سکتی ہے، تو پھر میں زیادہ حسرت اور افسوس کیوں کروں۔ موت سب سے زیادہ انصاف کرنے والی ہے۔ اس کا حکم ایک خلیفہ اور ایک بدحال فقیر کے لیے ایک جیسا ہے۔

---

[1] عیون الانباء فی طبقات الاطباء (ص ۳۲۰)

لذة العیش فی بهجة الـ   لذة لاما یقوله الفلسفی

حکم کاس المنون ان یتساوی   فی حساها الغبی والالمعی

ویحل البلید تحت ثری الار   ض کما حل تحتها اللوذعی

ترجمہ: زندگی کا لطف تو لذت کی تروتازگی میں ہے اس میں نہیں جسے فیلسوف کہتا ہے۔

موت کے پیالے کے حکم کے سامنے ایک عالم اور کند ذہن دونوں برابر ہیں۔

مٹی کے نیچے جس طرح کند ذہن جاتا ہے اسی طرح ایک ذہین عقل مند بھی۔

ابوسلیمان السجستانی کے مشہور شاگرد ابوحیان التوحیدی نے ان اشعار کی، اپنے استاد کی طرف نسبت سے انکار کیا ہے۔ ان کے خیال میں یہ اشعار ابوالحسن علی بن محمد البدیہی کے ہیں[1] لیکن ابوسلیمان السجستانی کی شاعری سے ان کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ انہوں نے حسب ذیل اشعار کو اپنے استاد کی طرف منسوب کیا ہے۔[2]

انی عزوف عمن یخوننی   ومعطی قیادی للحبیب المؤالف

اشاطره روحی ومالی واتقی   حذاراً علیه من ریاح العواصف

فان خان عهدی لم اخنه وان   اکن علی ما اری من عذره لموافق

واترک عقباه لعقبیٰ فعاله   ففی عقب الایام کل التناصف

ترجمہ: جو مجھ سے خیانت کرتا ہے میں اس سے دور رہتا ہوں۔ اور مونس و غمخوار دوست کی ہر طرح اطاعت کرتا ہوں۔

اس پر اپنی جان اور مال قربان کرتا ہوں۔ اور ڈرتا رہتا ہوں کہ وہ کہیں زمانے کی سخت ہواؤں کی زد میں نہ آ جائے۔

---

[1] مجلة الدراسات الادبیه - عدد ۳ - سنه ۲

[2] المقابسات ص ۲۹۰ - بحوالہ الدراسات الادبیه۔

اگر وہ وعدہ خلافی کرتا ہے تو میں نہیں کرتا ہوں۔ اگرچہ کئی بار اس کی وعدہ خلافی کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ اس کے انجام کو اس کے اعمال کے انجام پر چھوڑتا ہوں۔ ایام کے آخر میں سارا انصاف ہے۔

بکیت علی مفارقۃ الشباب — وایام البطالۃ والتصابی

وایام التغازل والدلال — وایام التجنی والعتاب

مضت فکانما نولت — معقبۃ نعیباً بالعقاب

لیبلی کل ملبوس جدید — وتمزج کل معسول بصاب

بیاض الشیب اعلام المنایا — نشرن نذیرۃ لک بالذہاب

ہو الکفن الذی یبلی وشیکاً — ویاتی بعدہ کفن التراب

ترجمہ: میں جوانی اور بے فکری اور شوق و محبت کے دنوں کی جدائی پر بہت رویا۔

وہ عشق و عاشقی، ناز و ادا، لطف اندوز ہونے اور گلے شکووں کے دن تھے۔

وہ دن گزر گئے اور ایسے گزرے کہ اپنے بعد خمیازہ اور سزا کا اعلان کرنے لگے۔

بے شک ہر نیا لباس بوسیدہ ہو جاتا ہے اور ہر میٹھی چیز میں تلخ چیز مل جاتی ہے۔

بالوں کی سفیدی گویا موت کی جھنڈیاں ہیں، جو تمہیں یہ بتانے کے لیے لہرائی جاتی ہیں کہ اب تمہیں چلنا ہے۔

کفن جلد ہی بوسیدہ ہو جائے گا اور اس کے بعد تمہارا مٹی ہی کفن ہوگا۔

ابوسلیمان السجستانی کی حسب ذیل تصانیف کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے:۔

(۱) صوان الحکمۃ (۲) مقالہ فی مراتب قوی الانسان (۳) کیفیۃ الانذارات التی تنذر بہا النفس مما یحدث فی عالم الکون (۴) رسالۃ فی اقتصاص طرق الفضائل۔ (۵) رسائل الی عضد الدولۃ (۶) مسائل عدۃ (اسئلہ و اجوبۃ) (۶) کلام فی المنطق (۷) تعالیق حکمیۃ (۸) رسالۃ فی المحرک الاول (۹) رسالہ فی ان الاجرام العلویہ طبیعتہا طبیعۃ ثانویہ (۱۰) مقالۃ فی الکمال الخاص بنوع الانسان ؎